

سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (۳ ؎)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹



نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم اے } ایڈیٹرز
پادری غلام مسیح صاحب
میکلوڈ روڈ لاہور
پادری ڈبلیو ۔ جے کلارک صاحب
ایم ۔ اے (ایمپرس روڈ ۔ لاہور) مینیجر ۔

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام مینیجر صاحب ہونا چاہیے
مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج بنام ایڈیٹرز ارسال فرما کر ممنون فرمائیں ۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے ۔

نمبر ۲۳	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے ۔ ۵ جون ۱۹۲۵ء	جلد ۵۳

دنیا کا نور

دنیا اندھیری ہے ۔ اس کو روشنی کی اشد ضرورت ہے ۔ تاریکی میں حوا کا گناہ دنیا میں پھیلا ۔ تو عین وقت پر اُس نور کا ظہور ہوا ۔ یوحنا ۱ : ۵ کے مطابق وہ اس اندھیری دنیا میں چمکا ۔ اور تاریکی اُس پر غالب نہ آئی ۔ وہ دنیا میں موجود تھا اور دنیا میں آنے کو تھا ۔ تاکہ اس اندھیری دنیا کو نورانی کرے ۔ اس لئے وہ دنیا میں آیا تاکہ ہر ایک آدمی کو روشنی کرے ۔ وہ آسمانی نور تھا ۔ بروقت ظہور وہ جسمانی حالت میں تھا ۔ اور اُس کا جسم قیود و حدود سے محدود تھا ۔ اُس نے اپنی زبانِ مبارک سے یوحنا ۹ : ۵ کے الفاظ میں اعلان مشتہر کیا کہ جب تک میں دنیا میں ہوں دنیا کا نور ہوں اور دنیا اُس کے وسیلے سے روشن ہوئی ہے ۔

نور کا کام ۔ آپ سب جانتے ہیں کہ نور کا کام روشنی دینا ہے ۔ علم و عرفان دینا ہے ۔ گرمی اور زندگی دینا ہے ۔ حقیقی نور جو ارض و سما میں موجود ہے ۔ یعنی خداوند یسوع مسیح ہر ایک کو خود روشن کرتا ہے جب کسی گھر میں اندھیرا ہوتا ہے تو گھر والوں کو سخت بے چینی ہوتی ہے ۔ لیکن جب چراغ جلا کر چراغدان پر رکھا جاتا ہے تو گھر والوں کو روشنی سے تسلی ہوتی ہے ۔ یہی حال مسیح خداوند کا ہے ۔ وہ جب دنیا میں آیا تو اُس نے جہالت کی تاریکی دُور کر دی ۔ اُس نے علمی روشنی کے آفتاب چمکا دیئے اس نے رُوح القدس سے ہمیں روشن کر دیا اور ہم کو چراغ بنایا کہ ہم خود روشن ہو کر دوسروں کو روشن و منور کریں ۔ وہ متی کی انجیل ۵ : ۱۴ ۔ ۱۶ ۔ میں کہتا ہے ۔ کہ تم دنیا کے نور ہو اور سولھویں آیت میں ہمیں چمکنے کا حکم صادر کرتا ہے ۔ تاکہ ہماری روشنی سے لوگ محظوظ ہو کر اُس آسمانی باپ کی بڑائی کریں ۔ یہ بات ظاہر ہے کہ بتی اپنے لئے نہیں جلتی ۔ بلکہ دوسروں کے لئے ۔ وہ خود جلتی ہے مگر دوسروں کو روشنی دیتی ہے یہی کام ہمارا ہونا چاہیے کہ ہم پہلے خود روشن ہوں تو تب روشنی دینے کا کام سرانجام دے سکتے ہیں ۔ بہت سے مسیحی ایسے ہیں کہ وہ تھوڑی دیر جلکر بجھ جاتے ہیں ۔ اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ وہ چراغدان سے اُٹھائے جا کر کسی پیمانے کے نیچے رکھ دیئے جاتے ہیں ۔ ہوا یا رُوح کی کمی سے اپنی روشنی ضائع کر لیتے ہیں فلپیوں ۲ : ۱۵ کے مطابق ہم کو چاہیے کہ ہم بے عیب اور بھولے ہو کر ٹیڑھے اور کجرو لوگوں میں خدا کے بے عیب فرزند بنے رہیں ۔ اگر ہم بے عیب اور بے نقص ہونگے ۔ تو ہماری روشنی دنیا میں ضرور چمکیگی ۔

احقر اللہ دتا ۔ گھٹیالوی

قابلِ غور

ایپفینی مورخہ ۹ مئی ۱۹۲۵ء میں ایک افسوسناک واقعہ کا یوں ذکر ہوا ہے کہ ایک نوجوان برہمن مسیحی ہو گیا اور مسیحی ہو کر ایک ۱۷ سالہ مسیحی لڑکی سے اُس نے شادی کر لی ۔ یہ نوجوان شادی سے پیشتر اپنے مسیحی سُسر کے گھر میں رہا کرتا تھا ۔ اور یہ شادی بھی والدین کی پوری رضامندی سے وقوع میں آئی اور مسیحی کلیسیا کی رسوم کے مطابق عمل میں آئی ۔ لیکن شادی سے ایک ہفتہ بعد یہ معلوم ہوا کہ یہ نوجوان تو دھوکہ باز تھا ۔ اور نہ وہ گریجوایٹ تھا ۔ جیسا کہ اُس نے

اپنے تئیں مشتہر کیا تھا۔ اس پر اس کی نوجوان بیوی نے قانونی جدائی کے لئے عدالت میں درخواست کردی اور ۲۶ اپریل کو مدراس کی عدالت نے اس شادی کو ناجائز ٹھہرایا۔ مسیحی جماعت میں وہاں ایک سنسنی سی پیدا ہوگئی۔ ایک طرف تو یہ سوال پیدا ہوگیا کہ کیا اس قانونی فیصلہ کی رو سے کلیسیا اس لڑکی کو آیندہ شادی کی اجازت دے سکتی ہے۔ کیونکہ کلیسیا کی نظر میں وہ مطلقہ عورت سمجھی جاتی ہے۔ دوسری طرف یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے نوجوانوں کو کیوں گھروں میں رکھا جاتا ہے جہاں جوان لڑکیاں ہیں۔ اور کیوں اتنی جلدی ان کو مسیحی لڑکیاں دی جاتی ہیں۔ والدین غالباً ایسے نوجوانوں کے ملنے کے آرزومند رہتے ہیں اور اُن کو کچھ مضائقہ نہیں کہ مسیحی ہوں یا نہ ہوں یا برائے نام مسیحی ہو جائیں۔ بعض والدین تو اپنی لڑکیوں کی شادی کی دھن میں خود برائے نام بپتسمہ دلاکر شادی کردیتے ہیں۔ اور بعض اس کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ یہ حالت بہت افسوسناک اور عبرت خیز ہے۔ کلیسیا کو ایسے معاملات سے بیدار ہوکر کچھ کرنا چاہئے۔ ہندوستان بہت بدل رہا ہے۔ آریہ سماج کے برپا ہونے سے پیشتر اگر کوئی ہندو مسیحی تو کیا اگر کسی غیر ہندو کا کھانا بھی کھالیتا تو وہ بیدین سمجھا جاتا تھا۔ اور اگر مسلمان یا مسیحی ہو جاتا تو اس کو واپس ہندو سوسائٹی قبول نہ کرتی تھی۔ لیکن جب سے آریہ سماج نے جنم لیا سینکڑوں ہندو جو بپتسمہ پاچکے تھے بلکہ جن کے والدین بھی مسیحی ہوگئے تھے وہ بھی واپس ہندو بن گئے۔ پہلے تو مسلمانوں میں سے جو مسیحی ہوتے تھے اُن ہی کی نسبت یہ رونا تھا کہ وہ برگشتہ ہوجاتے ہیں لیکن اب ہندوؤں کی نسبت بھی یہ فکر دامنگیر ہوگیا ہے۔ مسلمانوں کے خلاف تو اس قدر لٹریچر بھی پیدا ہوگیا ہے کہ اگر نو مسیحی اُس کو پڑھے تو کبھی برگشتہ ہو کر مسلمان نہ ہو۔ لیکن ہندو دھرم کے بارے میں لٹریچر بھی کافی نہیں جس کے ذریعہ ہندو مذہب اور مسیحی مذہب کا فرق اور موخر الذکر مذہب کی فوقیت نو مسیحیوں کے دلوں پر نقش ہوسکے۔ اس لئے کلیسیائی اور مشنری صاحبان کو اس کا کچھ انتظام کرنا ضروری ہے۔ ورنہ اس خام عقیدہ کی وجہ سے کلیسیا میں نہ صرف بڑی کمزوری رہیگی۔ بلکہ ہردم ایسے نوجوانوں کی برگشتگی کا فکر دامنگیر رہیگا۔

بر رسولاں بلاغ باشد بس

جے۔ علی بخش

جناب مُلّا عبدالواحد صاحب مسیحی ہوگئے

پشاور، ۱۷ اپریل۔ جناب مُلّا عبدالواحد صاحب پٹھان خاص ننگرار علاقہ جلال آباد کے رہنے والے ہیں۔ تخمیناً عرصہ پانچ ماہ کا ہوا کہ جناب مُلّا جی مع اپنی اہلیہ مشن ہسپتال پشاور دوائی دارو وغیرہ کے لئے تشریف لائے تھے۔ ہسپتال مذکور میں باقاعدہ وعظ ونصیحت بزبان پشتو کرکے بعد میں کام شروع ہوتا ہے اور گاہے گاہے بوقت شب بذریعہ تصویرات وغیرہ بھی خوشخبری پہنچائی جاتی ہے۔ اور نہایت خلوص اور ہمدردی سے علاج ومعالجہ کئے جاتے ہیں خیر جناب مُلّا صاحب مذکور کے ضمیر پاک پر خدا کے فضل سے مسیح مصلوب کی نجات دہندگی کا پورا نقشہ چند ایک یوم وعظ سننے سے کھچ گیا اور جناب ڈاکٹر سی ۔۔۔ واسپر میڈیکل مشنری (جو کہ آجکل سرینگر میں ہیں) وجناب ڈاکٹر پی۔ این جوزف صاحب کے سمجھانے سلجھانے نے ایک بڑی گہری تاثیر کی اور ساتھ ہی مُلّا صاحب کو کتاب اظہار خیر بزبان پشتو دی گئی تو اس طرح سے جناب مُلّا صاحب کو روحانی دوائی بھی ساتھ ساتھ ہی ملتی رہی۔

اور چند ہی ایام کے بعد مُلّا صاحب گرجا مقدس میں خدا اور جماعت کے سامنے یسوع ناصری کے اقراری ہوگئے۔ اور تقریباً بیس پچیس یوم کے بعد جناب مُلّا صاحب کو پادری رابرٹسن صاحب مشنری سی۔ ایم۔ ایس مشن مردان کے پاس بھیجا گیا۔ اور وہاں خوب طرح زبان پشتو تعلیم پاتے رہے اور خدا کے فضل سے بپتسمہ کے واسطے تیار ہوگئے۔ چونکہ مُلّا جی کی مادری زبان پشتو ہے (اگرچہ اب تھوڑا تھوڑا اُردو پڑھ سکتے ہیں) مگر تاہم ضرورت محسوس ہوئی کہ مُلّا صاحب کے بپتسمہ مبارک کے واسطے جناب مولوی پادری عزیز الدین خاں "پٹھان" کاملپور سے طلب کئے جائیں تو بہتر ہوگا۔ اس پر جناب پادری سی۔ اے بینڈر صاحب بی۔ اے نے جناب مولوی پادری عزیز الدین خاں کو خط لکھا کہ آپ نے ایک مُلّا صاحب کو، ارادہ حال بپتسمہ دینا ہے۔ مہربانی کرکے تشریف لائیے جناب پادری صاحب بزرگوار ۱۶ تاریخ بوقت شام پشاور تشریف لے آئے۔ اب ۱۷ تاریخ صبح کی نماز حسب معمول اُردو زبان میں شروع ہوئی اور دعا ربانی اور گیت اور عقیدہ کے بعد (چونکہ عشاء ربانی بھی آج ہی تھی) مُلّا صاحب کو جناب ڈاکٹر آر۔ جے۔ ایچ کاکس صاحب میڈیکل مشنری ڈاکٹر پی۔ این جوزف صاحب "مس ڈیوڈ صاحبہ جو کہ پشاور شہر اور پشاور کے گرد ونواح ایک عرصہ سے تبلیغ کررہی ہیں" گرجا پاک کے حوض مقدس کے پاس لائے اور یہ ہر سہ صاحبان جناب مُلّا صاحب کے دینی والدین بنگئے۔ تو اب جناب پادری عزیز الدین خاں نے رسم اصطباغ ادا کرنے کے لئے پشتو زبان شروع کی جو کہ اپنی آپ مثال تھی اور یوں ہونا ایک لازمی امر بھی تھا۔ اور کیا ہی عجیب لطف تھا (دیکھو صلا)

نورافشاں

مطبوعہ ۵ جون ۱۹۲۵ء

ہندو کانفرنس

پراونشل ہندو کانفرنس امرتسر کا شاندار اجلاس۔ ڈاکٹر گوکل چند نارنگ کی زبردست صدارتی تقریر میں مسلمانوں اور عیسائیوں پر ترچھی نگاہ اور مذہبی آزادی کی بیخکنی

بندے ماترم مطبوعہ ۳۰ مئی میں ڈاکٹر گوکل چند نارنگ کی تقریر شائع ہوئی ہے جس کے چند جملے ناظرین کرام کے ملاحظہ کے لئے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں آپ کسی عیسائی اخبار کے حوالے سے نقل کرتے ہیں

قحط خدا کی برکت ہے

جب کبھی کہیں قحط پڑ جاتا ہے تو عیسائیوں کے لئے سماں لگ جاتا ہے۔ عیسائیوں کی طرف سے اخبارات میں لکھا جا چکا ہے کہ وہ قحط کو خدا کی برکت تصور کرتے ہیں۔ کیونکہ اس سے بہت سی بھیڑیں حضرت مسیح کے گلّے میں داخل ہو جاتی ہیں۔ جہاں تک تبدیل مذہب کا سوال ہے ہندو قوم ایک لاوارث کھیتی ہے۔

پُن

ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ ہندوؤں نے بہت سے پُن کرنے سیکھے ہیں۔ مگر مسلمانوں اور عیسائیوں نے جن پُن کو سیکھا ہے ہندو ابھی اس سے محروم ہیں مسلمان اور عیسائی محسوس کرتے ہیں کہ ایک غیر مذہب والے کو اپنے مذہب میں داخل کروانا اور ایک ہم مذہب کو اپنا مذہب چھوڑنے سے روکنا سب سے بڑا پُن ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہندو بھی اپنے پنوں کی طویل فہرست میں اس پُن کو درج کر لیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی آپ کے بھائی کو مسلمان یا عیسائی بناتا ہے اور آپ کی مداخلت پر آمادہ فساد ہوتا ہے تو بہتر ہے کہ آپ اپنا سر کٹوا دیں بجائے اس کے کہ سر نیچا کئے ہوئے اپنی جگہ پر بیٹھے رہیں۔ الخ۔

نورافشاں

قحط سالی خدا کی برکت ہے یا لعنت ہے اس کی خبر یا تو ڈاکٹر گوکل چند صاحب کو ہوگی یا آپ کے عیسائی اخبار کو ہوگی۔ اس کی بابت ہم فیصلہ نہیں کر سکتے پر ایک بات ضرور سچی ہے کہ بنی آدم کے ہمدرد انسانوں کے لئے خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان ہوں یا عیسائی ہوں قحط سالی کا زمانہ مصیبت زدہ انسانوں سے ہمدردی و خیر خواہی دکھانے کا زمانہ ضرور ہوتا ہے۔ بے مہر اور خود غرض اور بخیل انسانوں کے لئے بھی قحط سالی کا زمانہ مصیبت زدوں سے ہمدرد ہونے کا ایک موقع ہوتا ہے کہ وہ ان کو بچائیں۔ جو لوگ بنی نوع انسان کے ہمدرد ہونے کا دل رکھتے ہیں اور ایسے زمانہ میں لوگوں کو اپنی محنت و مشقت سے اور اپنی دولت کے خرچ سے بچا سکتے ہیں وہ خدا کے رحم اور اس کی مہربانی کا ضرور عملی ثبوت دیا کرتے ہیں۔ اگر قحط سالی میں یہ کام صرف عیسائی ہی کیا کرتے ہیں تو قحط سالی کو عیسائیوں کے لئے خدا کی برکت سمجھنا کوئی تعجب خیز معاملہ نہیں جسے آپ نے اپنی تقریر کا جزو بنایا ہے۔

مزید براں "پُن" کی کیفیت بیان کرتے ہوئے جو آپ نے ہندو قوم کے پنوں کی فہرست میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے پن کا اضافہ فرمایا ہے اور ہندوؤں کو مذہبی تبدیلی اور آزادی کے حق سے محروم کیا ہے۔ اس کی بابت ہم اسی قدر کہنا کافی خیال کرتے ہیں کہ مسلمان اور عیسائی تو صدیوں سے ہندوؤں کو یہ بات سکھاتے اور سمجھاتے آئے کہ تم اپنے پنوں کی فہرست میں ہمارا ایک پُن تو داخل کر لو پر ہمارے ہندو آباء نے اسے اچھوت پن خیال کر کے۔۔۔۔ اپنے پنوں میں داخل نہ کیا کہ ہمارے تمام پنوں کو لے مریگا۔ اگر بیسویں صدی میں ڈاکٹر گوکل چند کے سمجھانے سے ہندو صاحبان نے مسلمانوں اور عیسائیوں کے پُن مذکور کو اپنے پنوں میں داخل کر لیا تو اس سے مسلمانوں اور عیسائیوں کے حوصلے اور بھی بڑھینگے۔ وہ اس بات کو جانتے ہیں کہ ہندو صاحبان جو کچھ ہمارا اپنا بناتے ہیں وہ ان کو ہندو دھرم سے ضرور دور کریگا اور ہمارے نزدیک لائیگا۔ مسلمانوں اور عیسائیوں کی ایک ایک بات اور اُن کا ایک ایک پن جو ہندو دھرم کے پنوں کی فہرست میں رفتہ رفتہ بڑھتا جاتا ہے وہ ایک دن ضرور رنگ لائیگا۔ کیونکہ "ہندو قوم لاوارث کھیتی ہے"

شذرات

امریکہ کے پہاڑی جنگلوں میں ایک نہایت دراز عمر درخت پایا گیا جو گرا پڑا تھا۔ اُس کی عمر چار سو برس کی تھی۔ نہایت طویل و عریض تھا۔ اس پر چودہ دفعہ بجلی گری تھی۔ چار سو برس تک اُس پر طوفان اور آندھیاں چلیں پر وہ نہ گرا۔ لیکن آخرکار اُس کی جڑوں کو ایک چھوٹے سے کیڑے نے کھانا شروع کیا۔ رفتہ رفتہ اُس کیڑے کے قاتلانہ حملوں نے اُس کی تمام جڑوں کو کاٹ ڈالا۔ اس کے بڑھنے کی قوت مر گئی۔ آخرکار وہ سوکھ کر زمین پر گر گیا۔ اور یوں اس کی شاندار زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔

اسی طرح گو انسان غیر فانیت کے لئے ہے۔ پر اُس کے چھوٹے چھوٹے گناہ اُس کی زندگی کی رگوں میں جا گزیں ہو کر اُس کی شاندار اور دائمی زندگی کا خاتمہ کر ڈالتے ہیں۔ انسان جو قوانین فطرت پر حکمرانی کرنے کے لئے ہیں لقمۂ اجل بنجاتے ہیں اپنی خصلت و سیرت کو گناہ کی آلایش سے پاک رکھو اور یسوع مسیح کی زندگی بینکر جینے کی کوشش کرو تاکہ اسباب فنا سے بچکر ہمیشہ کی زندگی پاسکو۔

کہاوت ہے کہ علم ایک قوت ہے۔ اگر یہ سچ ہو تو اعلےٰ و عمدہ تعلیم ایک الٰہی غضب معلوم ہوتی ہے جب یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ پچاس روپیہ ماہوار کا بھی مشکل سے وارث ہوتا ہے اور اس کے مقابل ایک لاعلم و جاہل پچیس روپیہ ماہوار پیدا کر لیتا ہے

ہم جس قدر اپنی مسافرت کے راستہ میں آگے بڑھتے ہیں ہمیں اپنی امیدوں کے بہت سے دروازے بند ہوتے نظر آتے ہیں۔ گو اس سے ہمارے ورثہ میں مایوسیاں آتی ہیں۔ لیکن اُن کے ساتھ ہی آگے بڑھنے سے ہماری امیدوں کے بند دروازے بھی ہم پر کھلتے دکھائی دیتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک بشر کی زندگی کی دوڑ دھوپ میں آس اور مایوسی ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔ اُن پر افسوس ہے جو مایوسی میں آس و امید کے کھلے دروازے نہیں دیکھ سکتے۔ اُن کی حالت زار پر جتنا رونا رویا جائے اُتنا کم ہے۔ رنج و الم کے بعد خوشی و خرمی کی زبردست فضا ہوتی ہے۔ شکست و ناکامی کے بعد بھی فتح و کامیابی کا وسیع میدان ہوتا ہے۔ ہمیں کبھی ناامید نہیں ہونا چاہئے۔ کوشش کرنے سے کبھی باز نہ آنا چاہئے۔

اکثر اصحاب خیال کرتے ہیں کہ مذہب و دینداری نہایت عمدہ سودا ہے۔ وہ کسی مذہب کا اقرار کر کے خدا اور انسان کے جملہ حقوق سے بے فکر ہو جاتے ہیں۔ وہ مذہب کو اس لئے اختیار نہیں کرتے کہ اس سے اپنی اصلاح کریں پر اس لئے اختیار کرتے ہیں کہ اپنی بد چلنی اور بد روش اور اپنی غداری اور عیاری کو مذہبی جبہ میں چھپائیں جیسے فقراء کے لباس میں ملک و قوم و حکومت کے سخت دشمن پوشیدہ ملسکتے ہیں۔ ویسے ہی مذہبی لباس میں خدا اور انسان کے سخت دشمن ملسکتے ہیں۔ تم ان کو ان کے کاموں سے پہچان سکتے ہو۔

سادھو سندر سنگھ نے ایک دفعہ کہا کہ انسان کو اُن چیزوں سے خوف آتا ہے جو اس کی زندگی کا خاتمہ کرنے والی ہیں۔ شیر وغیرہ جنگلی درندوں سے سانپ وغیرہ زہریلے کیڑے مکوڑوں سے اُس کی رُوح خشک ہوتی ہے۔ لیکن اسے اِن چھوٹے چھوٹے جراثیم کی جو مُہلک بیماریوں کے مصدر ہیں کوئی فکر نہیں ہے۔ انسان کا یہی طرزِ عمل مذہب اور روحانی زندگی میں پایا جاتا ہے۔ وہ بعض بڑے بڑے گناہوں اور بدکاریوں سے تو کسی قدر خائف رہتا ہے لیکن جو نہایت کمینے اور مہلک گناہ چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں اُن کی طرف سے نہ صرف بے فکر ہی ہوتا ہے بلکہ اُن کی مشق کرتا رہتا ہے۔ یقین جانو کہ تمہارا گناہ خواہ کتنا ہی چھوٹا ہو وہ تم کو ضرور پکڑیگا۔

ہم تبلیغ مسیحیت کے ذریعہ سے لوگوں کو قانونی عیسائی بنا سکتے ہیں۔ جو ملکی قانون کی نظر میں اپنی بھلائی بُرائی کو مسیحیت کے سر تھوپتے ہیں لیکن ہم کسی کو وفادار عیسائی نہیں بنا سکتے۔ کسی عیسائی کو یسوع مسیح کا وفادار بنا دینا اس کے اُس رشتے پر اُس کے مسیحیت کے علم و یقین پر مبنی ہے جو اُسے یسوع مسیح کی بابت حاصل ہو پس ہندوستان کے ۴۷ لاکھ عیسائی تو ہیں جو در اصل انجیلی عیسائی نہیں پر قانونی عیسائی ہیں۔ ممکن ہے کہ ان میں یسوع مسیح کو جلال دینے والے بہت ہوں۔ پر اُن کی بابت بہت کم لوگوں کو خبر ہوگی۔ پر جو لوگ اپنے آپ کو جلال دینے کے لئے عیسائی ہیں وہ عیسائیوں کی ہر ایک جماعت میں ہر جگہ آسانی سے دیکھے جا سکتے ہیں۔ اُن کی پہچان یہ ہے کہ "اور لوگ جان کریں آپ اندھیرے جائیں"۔ اُن کی سچائی یہ ہے کہ اُن کا جھوٹ فریب و دغا مکر فاش نہ ہو

مِمرا۔ لوگاس

گذشتہ سے پیوستہ

اب یوحنا کی طرف متوجہ ہوجیئے۔ فائلو کے بیان سے اس قدر واضح ہو گیا کہ یوحنا کے زمانہ میں علمای یہود اس اصطلاح کو واسطہ کے معنوں میں استعمال کرتے تھے۔ اور یوحنا کے لئے یہ بات لازمی ہوگئی کہ وہ اس لفظ کا اعلان مسیح پر کرے۔ یوحنا نے دیکھا کہ لوگاس کی اصطلاح قوم کے درمیان واسطہ بین الخالق و المخلوق کے معنی میں مستعمل ہے اور اس نے اس اصطلاح کو اس رواج اور استعمال کی بنا پر جو عام تھا اپنی تحریر میں استعمال کیا۔ فائلو نے اس لفظ کو ایک خصوصیت اور اہمیت دیدی تھی۔ تاوقتیکہ ہم اس خصوصیت کو ملحوظ خاطر نہ رکھیں اس اصطلاح کا مفہوم پورے طور پر ذہن نشین نہیں ہو سکتا۔ اس کے ساتھ ہی عہد عتیق کی عبارات اور اُس کے اشارات بھی ذہن میں رکھنا ضروری ہیں۔ یوحنا کا ماخذ یہ دونوں باتیں ہیں۔ یعنی توریت کے اشارات اور فائلو کی تشریحات۔ لیکن باوجود ان امور فیصل شدہ کے یوحنا نے اس اصطلاح کو مروجہ معنی اور منطوق کے خلاف استعمال کیا ہے

اُس نے لوگاس کو چند ایک خصوصیات دی ہیں اور پہلی خصوصیت یہ ہے کہ یوحنا اسی لفظ سے خدا کا ازلی بیٹا مُراد لیتا ہے۔ وہ ازلی بیٹا یا ابن اللہ جو یسوع انسان میں مجسم ہُوا۔ اُس کا پہلا دعویٰ یہ ہے کہ "ابتدا میں کلام تھا"۔ اور قولِ فیصل اس معاملہ میں یہ ہے کہ یوحنا اس مقام پر اس درس کے ذریعہ لوگاس کی ازلیت کا بیان کرنا چاہتا ہو اور تمام مخلوقات کو اس کے وسیلہ یا واسطے پیدا کرتا ہے۔ دعوئے ثانی یہ ہے لوگاس۔ خُدا کے ساتھ تھا۔ یعنی لوگاس خُدا باپ کے ساتھ زندہ، متحرک اور ذی قوۃ اتحاد ذاتی و اقتران صفاتی رکھتا تھا۔ دوسرے لفظوں میں لوگاس یعنے کلام خُدا کے ساتھ قدیم بازماں تھا جب سے خدا باپ ہے تب سے خُدا بیٹا یا لوگاس بھی ہے۔ ملاحظہ ہو (یوحنا ۱: ۱۸) "باپ کی آغوش"

یونانی زبان میں جو حروف ربط استعمال ہوئے ہیں اور دونوں ایک زندہ تعلق کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ یعنی خدا باپ اور خدا بیٹا دونوں ذی حیواۃ ہیں۔

ازلیت کا بیان کرنے کے بعد دوسرے دعویٰ میں لوگاس کی شخصیت کا بیان ہُوا ہے۔ تیسری بات یا دعوئے یہ ہے کہ لوگاس کی ذات آلہی ذات ہے۔ اگرچہ باپ سے متمیز ہے۔ تاہم صاحب الوہیت ہے یونانی عبارت یوں ہے:۔ kai Θεος

en ho Θεος

"اور خُدا تھا لوگاس"۔ لفظ تھیاس تاکید کی وجہ سے پہلے لایا گیا جس سے یہ مقصود ہے کہ لوگاس کی الوہیت پر خاص زور دیا جاوے۔ یوحنا نے تھیاس کے پیشتر الف لام تخفیصی داخل نہیں کیا کیونکہ Θεος اور (ὁ Θεος) (. . . . .) میں یہ فرق ہے کہ ہو تھیاس خصوصیت کے ساتھ خدا باپ کے لئے استعمال ہوتا ہے اور تھیاس الوہیت یا ذات آلہی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

لوگاس باپ سے متمیز وجود ہے۔ لیکن تھیاس میں باپ اور بیٹا دونوں داخل ہیں پس ان دو فقروں میں یوحنا امتیاز شخصی اور اشتراک ذاتی مابین الآب والابن کا بیان کرتا ہے۔

یوحنا کے الفاظ کے معانی کی یہ تشریح جمہور مفسرین کے نزدیک مستحسن ہے۔ ملاحظہ ہوں تفاسیر یوحنا مؤلفہ واٹس۔ بینگ۔ میئر۔ لیوک۔ تھولک الشاسیں۔ ہنیشلاگ وغیرہ۔

اگر یوحنا کے مفہوم لوگاس کا فائلو کے مفہوم لوگاس سے موازنہ کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ دونوں کا اصطلاحی استعمال مطابقت بھی رکھتا ہے اور مخالفت بھی۔ دونوں کے نزدیک لوگاس خُدا اور دُنیا کے درمیان واسطہ ہے۔ لیکن فائلو کے استعمال کی بنا اُس کا وہ نظریہ ہے جو تخلیق عالم کے متعلق اُس نے پیش کیا تھا۔ اور یوحنا کی بنائے استعمال وہ طریقہ ہے جس کی رُو سے خدا نے بتقاضائے محبت دُنیا کی نجات کا سامان کیا۔ کیونکہ اس نے اس مروجہ اصطلاح کو اس امر کے اظہار کے لئے استعمال کیا ہے کہ مسیح خُدا کی ذات کا مظہر ہے اور خُدا اور انسان کے مابین وکیل اور شافع ہے۔ یوحنا نے لوگاس کا استعمال فلسفیانہ نقطۂ خیال سے نہیں کیا۔ بلکہ اُس کے ذریعہ ایک تاریخی واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ یوحنا کے استعمال سے اس اصطلاح کے مفہوم میں صرف یہ بات داخل ہے کہ وہ لوگاس وہ ہستی ہے جو خدائے واجب الوجود کا ازلی بیٹا ہے۔ اور دنیا میں ایک انسان کی حیثیت سے جلوہ گر ہُوا۔ کیونکہ یوحنا آگے کہتا ہے "کلام مجسم ہُوا"۔ اب صاف ظاہر ہے کہ تجسم کلام یہودی زاویۂ نگاہ سے ایک ایسا قول ہے جو منتج بکفر و ضلالت ہے۔ یوحنا کا لوگاس وہ شخص خاص ہے جس کے متعلق یوحنا کو شہادۃ یقینی حاصل ہو چکی تھی۔

القصہ یوحنا نے اس اصطلاح فلسفہ یعنی لوگاس کا ایک خاص استعمال کیا۔ اُس نے دیکھا کہ اس اصطلاح کی بنا پر میں اپنے مفہوم کو اس قوم کے سامنے واضح طور پر پیش کر سکونگا۔ جو میری مخاطب ہے اور چونکہ اُس کے نزدیک مسیح میں وہ صفات پائی جاتی تھیں۔ جو لوگاس کی طرف یونانی فلاسفہ نے منسوب کیں ہیں۔ لہٰذا اس نے اُس نے موقعہ سے فائدہ اُٹھایا اور مخاطبین کو بتایا کہ ہمارا مسیح وہی لوگاس ہے۔ جس کا تصوّر تمہارے اذہان میں مرکوز ہو چکا ہے۔ بشرطِ فرصت اس مضمون کے ضمن میں موجودہ مفسرین کی تشریحات اور تاویلات بھی پیش کی جائنگی۔

سلیم شادانی۔ بریلوی

ہیرودیس اعظم

ہیرودیس ایک عجیب مخلوق تھا۔ مشرق میں شائد ایسا آدمی ابھی تک پیدا نہیں ہُوا۔ وہ نہ یہودی تھا نہ یونانی اور نہ رومی۔ اُس کا اصل عدوم تھا نیم وحشی انسان رومیوں کے سامنے خاک چاٹتا تھا اور یونانیوں کی تقلید کرتا تھا۔ تاکہ یہودیوں پر اپنا قبضہ جما سکے۔ وہ ایک غدار کا بیٹا تھا۔ اُس نے اپنے مالک سے سلطنت چھینی تھی۔ اور اپنے کارندہ کا دھبہ مٹانے کے لئے اُس نے عثمانی خاندان کی ایک عورت بنام مریم سے شادی کی تھی جسکو

آخر کار محض شک کی بنا پر اُس نے قتل کروا دیا تھا۔ یہ ایک پہلا جرم نہ تھا اس سے پیشتر اُس نے دھوکے سے اپنے ایک بہنوئی ارسٹو بولس کو پانی میں غرق کیا تھا اور ایک اور کو جس کا نام یوسف تھا۔ اسی خاندان کے بادشاہ سمیت مروا دیا تھا۔ مریم سے رہائی پانے کے باوجود اُس کو تسلی نہ ہوئی۔ چنانچہ اُس کی ماں اسکندریہ کو بھی مروا دیا۔ اور بابا کی اولاد کو جن کا اس خاندان سے دور کا رشتہ تھا۔ . . . جاں بحق کر دیا۔ ان جرائم کے مابین اُس نے اپنا وقت لہو ولعب میں گنوا دیا۔ متعدد مشہور فریسیوں کو زندہ جلوا دیا۔ جن میں بیہودہ سرا توسی اور متتھیاس مارگونتی تھے۔ اس کے بعد اس خوف سے کہ کہیں مریم کے بیٹے اپنی ماں کے قتل کا بدلہ مجھ سے نہ لیں اُن کو پھانسی پر لٹکوا دیا۔ اور اپنی موت سے کچھ ہی پہلے اپنے تیسرے بیٹے آرکیلیس کو قتل کرایا۔ عیش پسند۔ ظنی تند خو۔ دولت اور عیش کا حریص اس کو کہیں بھی چین و اطمینان حاصل نہ ہُوا۔ نہ اپنے گھر میں نہ یہودیہ دیس میں۔ نہ ہی اپنی ذات میں۔

اُس نے تین سو دینار کا تحفہ روما میں بھیجا تاکہ لوگ کھانے پینے میں مصروف رہیں اور اُن خونوں کو قبول جائیں جو اُس نے کئے تھے۔ وہ اگستس کے سامنے ناک چاٹتا تھا اور اگستس اُسکی بدمعاشیوں سے چشم پوشی کرتا تھا۔ مرتے وقت اپنی وصیت میں اُس نے ایک لاکھ درہم ایک زرین اور ایک نقرئی کشتی لیویا کے واسطے چھوڑ دی۔ ہیرودیس ایک ادنےٰ طبقے سے اُٹھا تھا وہ نیم وحشی عرب تھا۔ یہودیوں اور یونانیوں کے خصائل اپنے میں مربوط و مخلوط کرنا چاہتا تھا بیشک وہ سقراط کی گری ہوئی اولاد کو جنہوں نے اس کی یاد میں ایتھنز شہر میں ایک مجسمہ کھڑا کیا تباہ کرنے میں کامیاب ہُوا۔ لیکن یہودی ہمیشہ اسے حقارت کی نگاہوں سے دیکھتے رہے۔ اس نے بے فائدہ سامریہ کو دوبارہ بنوایا اور یروشلم کی ہیکل کی مرمت کروائی۔ کیونکہ یہودی تا دمِ مرگ اسکو غاصب اور بے دین خیال کرتے رہے۔ . . تمام بد اطوار ادنےٰ طبقے سے اُٹھے ہوئے شاہزادے ایامِ پیری میں خوفزدہ اور شاکی ہو جاتے ہیں۔ ایک پتا ہلے یا کسی چیز کا سایہ پڑے اُن کے لئے موت کا سامان ہو جاتا ہے۔ . . . . جیسا عموماً مشرقی لوگ وہمی ہوتے ہیں اور شگونوں اور فالوں میں اعتقاد رکھتے ہیں۔ یہ قدرتی بات تھی کہ وہ اس افسانہ کو سچ مانے جو تین مجوسیوں نے اُسے بتلایا تھا۔ یہ مجوسی ایک ستارے کی رہنمائی میں پچھم دیس گئے۔ دور و دراز سفر کر کے اس سرزمین میں آئے تھے جس کا بے جا قبضہ اُس نے حاصل کیا تھا۔ وہ ہر ایک دعویدار کے نام کو سُنکر کانپتا تھا خواہ دعویدار محض خیالی ہو۔ اور جب اسے ان داناوں سے یہودیہ کے بادشاہ کی پیدایش کا حال معلوم ہُوا تو اُس وحشی کا دل مارے خوف کے بیٹھ گیا۔ . . . . کئی دن گذر گئے وہ مجوسی نہ لوٹے اور اس کو داؤد کے گھرانے کی آخری شاخ کا پتہ کسی نے دیا۔ اس کا ڈر بڑھتا گیا۔ اور فوراً اُس نے بیت اللحم کے تمام بچوں کے قتل کا حکم دیدیا۔ . . یوسف بادشاہ کے اس حکم کو سُنکر دنگ رہ گیا۔ لیکن وہ جس نے اپنے بچوں کو مار دیا تھا۔ کیا اُس کے لئے غیر ممکن ہے کہ وہ دوسروں کے بچوں کو بھی مروا ڈالے۔ جو بچے ہیرودیس کے خوف کے باعث قتل کئے گئے تھے اُن کی ٹھیک تعداد ابھی تک معلوم نہیں ہوئی۔ یہ پہلا موقع نہ تھا کہ یہودیہ میں بچے اپنی ماؤں کی چھاتیوں سے علیحدہ کر کے تلوار سے مارے گئے۔ اُس سلسلے زمانہ گذشتہ میں اپنے دشمنوں کے شہروں میں بوڑھے مرد و عورتوں۔ نوجوانوں اور بچوں کو قتل کیا تھا صرف جوان لڑکیوں کو ہی زندہ رہنے دیا تھا۔ تاکہ اُنکو غلام و لونڈیاں بنا کر ساتھ لے جائیں۔ یہوواہ غیور خداوند نے ایسے قتل کے حکم دیئے تھے ہیرودیس اسی قانون کی تحت میں اُن لوگوں سے بدلہ لے رہا تھا جو اس شریعت کے پابند تھے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ کتنی معصوم جانیں اُس وقت تلف ہوئیں اگر میکروبن (یہ اُس زمانہ کا ایک مؤرخ تھا) کا اعتقاد کیا جا سکتا ہے تو اُن ننھی جانوں میں ہیرودیس کا اپنا بچہ بھی تھا۔ جس کو بیت اللحم میں ایک دایہ پال رہی تھی۔ یہ بوڑھا بادشاہ اپنی بیوی بچوں کو مارنے والا اس سوءِ اتفاق کو سزا نہ سمجھتا ہوگا اور اس خبر سے شائد اُسے ایک لمحہ کے لئے بھی رنج نہ گذرا ہوگا۔ وہ خود تھوڑے ہی عرصے میں ایک خوفناک بیماری سے مرنے والا تھا۔ موت سے پہلے ہی اُسکے بدن کے عناصر جُدا ہونے شروع ہو گئے تھے اُسکے پاؤں کوئلوں کی مانند جلتے تھے۔ اور اُس کی بدبودار سانس مشکل سے نکلتی تھی۔ اپنے آپ سے وہ بیزار ہو گیا تھا۔ اور ایک روز جب کھانا کھانے بیٹھا تھا خودکشی کی کوشش کی۔ وہ مر گیا۔ مگر اپنی موت سے پیشتر اس نے سلوم کو حکم دیا کہ چند نوجوانوں کو تہ تیغ کرے۔ جو کہ جیلخانے میں پڑے سڑ رہے تھے۔ معصوموں کا قتل عام ہیرودیس کا آخری کام نہ تھا ایک معصوم کے گہوارے کے گرد نوزاد بچوں کا کشت و خون ہو رہا تھا ایک بچے کی پیدائش کے وقت سینکڑوں جانوں کا تلف ہونا اس بات کی علامت تھی کہ جس طرح اُسکی پیدایش کے وقت

انسانی قربانیاں ہوئی تھیں۔ یہ نوزاد گنہگاروں کے لئے اپنا خون بہائیگا۔ (باقی)

جلال الدین

شہیدِ وفا

گزشتہ سے پیوستہ

سلیم مدرسہ سے اُٹھا لیا گیا اور گھر کی چاردیواری میں مقید کر دیا گیا۔ اُس کی انجیل جلا دی گئی۔ مذہب عیسوی کے متعلق جس قدر ٹریکٹ اور کُتب اُس کے پاس موجود تھیں پھونک دی گئیں۔ وہ بے چارہ ایک کمرہ میں شب و روز پڑا رہتا تھا اور اپنی حالتِ زار پر گریہ وزاری کرتے ہوئے اپنے منجیِ پاک کی محبت میں اکثر یہ شعر پڑھتا تھا ؎

اے غمِ یار میں بندہ ہوں رفاقت کا تری
نہ کیا تو نے گوارا مری تنہائی کو

کبھی مسیح کی محبت میں بیتاب ہو کر کبھی نذیر کی یاد میں سر دُھنتا۔ غرض اسی حالت میں تین ماہ گذر گئے

(۶)

رات کے ۱۲ بجے ہیں۔ سب لوگ اپنے اپنے گھروں میں آرام کر رہے ہیں۔ مگر وائے حیف حرمان نصیب نذیر مثالِ ماہیِ بے آب بیتاب ہے۔ بے چینی کا یہ عالم ہے کہ کسی کروٹ نیند نہیں آتی آخر قدرے غنودگی طاری ہوئی۔ خواب دیکھتا ہے کہ ایک شخص حُلۂ نورانی زیبِ تن کئے ہوئے روبرو کھڑا ہے اور کہتا ہے کہ اے متوالے کس خوابِ خرگوش میں پڑا ہے۔ اُٹھ کہ تیرا وقت اخیر ہے۔

نذیر۔ اے سروشِ غیبی تو کون ہے۔

سروش۔ میں تیرے محبوبِ حقیقی کا ایلچی ہوں

نذیر۔ میں سخت مضطرب ہوں اور ہمہ تن گوش ہوں۔ جلد بتا کہ میرے محبوب نے کیا پیغام بھیجا ہے؟

سروش۔ مسیح کہتا ہے کہ ہم نے سلیم کو تیرے سپرد کیا تھا جب تک وہ تیرے پاس تھا تو اس کی دلجوئی کرتا رہا۔ اب وہ غریب محبوسِ زندانِ مصائب ہے۔ اور تو اُس کی حالت سے بالکل غافل ہے۔ اے غفلت شعار بے وفا سُن۔ ہوش کر اور کھڑا ہو دیکھ تیرے محبوب کا عاشقِ صادق جاں بلب ہو کوئی اُس کا پرسانِ حال نہیں۔ قید کی سختی سے اُس کا حال غیر ہو رہا ہے۔ اور تو خوابِ غفلت میں اپنے نرم و نازک بستر پر آرام سے سو رہا ہے۔

۷

نذیر چونک کر اُٹھا۔ کپڑے پہنے اور سیدھا سلیم کے گھر کی طرف روانہ ہُوا۔ اس روز گھر والے اتفاقیہ باہر کے دروازہ کی زنجیر لگانا بھول گئے تھے۔ نذیر دروازہ کھول بے دھڑک مکان میں داخل ہو کر زینہ کے ذریعہ سے اوپر کی منزل پر چڑھ گیا۔ گھر کے سب لوگ خوابِ گراں میں بیہوش تھے۔ کوئی مزاحم نہ ہُوا۔ منزلِ بالائی پر ایک کمرہ تھا۔ جس میں بتی روشن تھی۔ نذیر چپکے سے دروازے کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ آہستہ آہستہ کراہنے کی آواز اُس کے کان تک پہنچی۔ اُس کو یقین ہُوا کہ سلیم اسی کمرے میں ہے۔ نذیر نے آہستہ سے دستک دی سلیم گھبرا کر اُٹھا اور دروازے کے پاس آکر پوچھا۔ کون

نذیر۔ سلیم دروازہ کھول دو تمہارا بھائی نذیر تمہاری امداد کو آیا ہے۔

سلیم نے فوراً دروازہ کھول دیا۔ چشم زدن میں سلیم نذیر کی آغوش میں تھا۔

سلیم۔ تم کو یہاں آنے کی ہمت کیسے ہوئی اور تم بند مکان کے اندر کیسے آئے۔ شام کے بعد میرا چچا دروازے کو اندر سے ہمیشہ مقفل رکھتا ہے۔

نذیر۔ ؎

دِل میں جس دم اثرِ عشقِ خداداد آیا
در و دیوار کو میں توڑ کے ناشاد آیا

اے میرے عزیز سلیم تو یوسف صفت اس چاہِ ذلت میں گرفتار ہے۔ یوسف کو اُس کے بڑے بھائیوں نے کنوئیں میں جھنکوائے۔ دلشاد ہو کہ مسیحی جذبات کے طفیل اب زمانہ کا رنگ دگرگوں ہے آج بڑا بھائی اپنے یوسف کو چاہِ مصائب سے نکالنے کے لئے اپنی جان پر کھیل کر آیا ہے۔

سلیم۔ اے برادرِ مہربان مجھکو فوراً اس عذابِ علیم سے چھڑا کر مسیح کی گود میں پہنچا دو۔ نذیر سلیم کا ہاتھ پکڑ کر اُس کو مکان سے باہر لے گیا۔

۸

ایک بج چکا ہے۔ نذیر و سلیم ریلوے اسٹیشن کی طرف تیز رفتاری سے جا رہے ہیں۔ اسٹیشن قریب دو میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ راستہ پُر خطر ہے۔ چاروں طرف گھنے درخت کھڑے ہر دو برادران جس وقت نصف فاصلہ طے کر چکے یکایک پیچھے سے آواز آئی۔ وہ جا رہے ہیں۔ لینا۔ پکڑنا۔ دوڑنا جانے نہ پائیں۔

سلیم۔ غضب ہو گیا۔ یہ میرے چچا کی آواز ہے۔ گھر والے جاگ گئے مجھے پکڑنے کو آ رہے ہیں۔

نذیر۔ گھبراؤ مت خدا مالک ہے۔

نذیر نے دعا کے لئے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھائے۔ اتنے میں دس آدمی لاٹھیاں لیکر آ پہنچے اور بے تحاشا نذیر کو زدوکوب کرنا شروع کیا۔ بے چارہ نذیر زخمی ہو کر زمین پر بے ہوش گر پڑا۔ اس واقعہ کو دیکھ کر سلیم کو غش آگیا۔ وہاں سے قریب ایک کنواں تھا لوگوں نے سلیم کو اُٹھایا اور کنوئیں سے پانی نکال کر اُس کے چہرے پر چھڑکا۔ ہوش آتے ہی سلیم بولا۔ نذیر۔ نذیر۔ اے شہیدِ وفا

نذیر تم کہاں ہو۔ اپنے بیکس بھائی کی غربت پر نگاہ کرو۔

کریم۔ نذیر جہنم واصل ہوا۔ اگر تو اس منحوس نام کو دوبارہ اپنی زبان پر لایا تو یاد رکھنا کہ تیرا بھی وہی حال ہوگا۔

سلیم۔ کچھ پروا نہیں۔ اب میرا دل زندگی سے بیزار ہے۔ نذیر کی رفاقت کے بغیر میرے لئے جینا دشوار ہے۔ اے عموی بزرگوار مجھ کو چھوڑ دو میں دیوانہ ہو جاؤنگا۔

کریم نے ایک نہ سنی اور اس بیچارے کی الحاح و زاری پر مطلق خیال نہ کیا اور بیکس سلیم کو باندھ کر گھر کی طرف کشاں کشاں روانہ ہوا۔ ابھی چند قدم ہی چلے تھے کہ ایک شاہسوار دوچار ہوا۔ سلیم نے اس سوار سے بآواز بلند رحم کی درخواست کی۔ سوار نے گھوڑا ٹھہرا لیا اور کریم سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ اس بچے کو کس قصور پر موردِ عتاب کر رکھا ہے۔

کریم۔ یہ میرا برادرزادہ ہے۔ ویسے عیسائیت کا دلدادہ ہے۔ اور اپنے آبائی مذہب کو ترک کرنے پر آمادہ ہے۔ ہم نے اس کو ارادہ فاسدہ سے بارہا روکا۔ اس نے ہماری نصائح کی ذرا پروا نہ کی آخر کار مجبور ہو کر اس کو گھر سے باہر نکلنے سے منع کیا۔ آج شب کو یہ ایک عیسائی لڑکے کے ساتھ فرار ہو گیا۔ مجھ کو وقت پر خبر پہنچی۔ اس کا تعاقب کیا۔ آخر دونوں ناہنجاروں کو اس جگہ آلیا

سوار۔ مذہبی معاملات میں ہر شخص کو آزادی کا حق حاصل ہے۔ دل اہل سختیوں سے ہرگز نہیں پھرتا۔ اس کو اپنی حالت پر چھوڑ دو ورنہ خون بے گناہ تمہاری گردن پر رہیگا۔

کریم۔ تجھ کو واعظ کس نے مقرر کیا ہے کیسی کے خانگی معاملات میں دخل دینے کا تجھے کیا حق ہے

سوار۔ انسانی ہمدردی کے تقاضا نے اب مجھے مجبور کر دیا ہے کہ اس معصوم کی امداد کروں

سلیم۔ (سوار سے) اے بہادر انسان خدارا مجھ کو پنجۂ مظالم سے چھڑا۔ ورنہ میری زندگی کا خاتمہ ہے۔ میرے رفیق جانی کو انہوں نے مار کر گرا دیا ہے وہ کشتۂ جفا یہاں سے چند قدم کے فاصلہ پر پڑا ہے

سوار (کریم سے) سن لیا یہ لڑکا تمہارے ساتھ جانے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اسکو چھوڑ دو۔

کریم۔ جا جا تجھ جیسے ہزاروں دیکھ رکھے ہیں۔ اگر خیر چاہتا ہے تو اپنا راستہ لے ورنہ۔

سوار۔ ورنہ کیا ہوگا۔

کریم۔ وہی ہوگا جو اس کے ساتھی کے ساتھ ہوا

سوار فوراً گھوڑے سے اترا اور کریم کو کمر سے پکڑ کر زمین پر دے مارا۔ سلیم آزاد ہو کر الگ کھڑا ہو گیا۔ کریم زمین سے اٹھا اور ہمراہیوں کی امداد سے سلیم کو پکڑنے کے لئے آگے بڑھا۔ شاہسوار بجلی کی طرح گھوڑے پر سوار ہوا اور آن کی آن میں سلیم اور مخالفین کے درمیان صورتِ دیوار حائل ہو گیا۔ اعدا نے سوار پر حملہ کرنے کے لئے لاٹھیاں علم کیں۔ سوار نے پستول نکالا۔ خوف کے مارے لاٹھیاں سب کے ہاتھوں سے چھوٹ گئیں سوار للکار کر بولا۔ یہ پستول گیارہ گولیوں سے بھرا ہوا ہے۔ اگر قدم آگے بڑھایا تو یاد رہے کہ میں نے ایک ایک کے سر بے مغز کو نشانۂ ناوکِ قضا بنایا۔ اے بدکار دبائے رہو ورنہ ہنگامۂ محشر بپا کر دونگا یہ سنکر سب کے سب خوفزدہ ہو کر شہر کو واپس ہو لئے۔

۹

بہادر سوار کسی رسالے کا رسالدار تھا۔ ان دنوں میں رخصت پر تھا۔ وہ ایک دلیر مسلمان اچھوت ہونے کے علاوہ رحمدل منصف مزاج اور دُور اندیش شخص تھا سلیم کو اپنے ہمراہ لیکر اُس مقام پر پہنچا جہاں نذیر خاک و خون میں بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ سلیم نذیر کے سر کو اپنے زانو پر رکھ کر زار زار رونے لگا۔ رسالدار صاحب کا دل بھر آیا نذیر کے دل پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ ہنوز یہ زندہ ہے۔ گھبرانے کی بات نہیں اللہ رحم کریگا۔ سلیم کی جان میں جان آئی اور رسالدار سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ اے رحمتِ مجسم ہماری امداد کر ہم غریب ہیں۔ کچھ نہیں دے سکتے۔ خدا تجھ کو دارین میں اجرِ عظیم دیگا۔ رسالدار نے نذیر کو اٹھا کر گھوڑے پر اپنے آگے بٹھایا اور سلیم کو پیچھے سوار کرا کر اپنے گھر کی راہ لی جو ایک گاؤں میں واقع تھا۔ گھر پہنچ کر نذیر کے زخموں کو دھلوایا۔ حکیم کو بلا کر مرہم پٹی کرائی۔ دوسرے دن شام کے وقت نذیر کو ہوش آیا۔ لیکن زخمہائے کاری کے سبب اُس کی حالت نازک تھی۔ رات کے نو بجے اُس نے سلیم سے کہا کہ میرا وقت اخیر ہے مجھے اس امر کی خبر پیشتر مل چکی ہے۔ محبوبِ حقیقی کی یہی مرضی ہے۔ ہم کو راضی برضا رہنا چاہیئے۔ اے جانِ برادر میرا غم نہ کرنا۔ اگر تو مسیح کے دامنِ عاطفت میں پناہ گزین رہیگا تو صفحۂ ہستی پر کوئی ہستی تجھ کو گزند نہ پہنچا سکیگی۔ یہی میری آخری وصیت ہے اور آخری مرتبہ اپنے بھائی کے گلے سے لگ جاؤ

دم رفتن است عرفی بجز انتظار گو
کہ امید بازگشتن کس ازیں سفر ندارد

یہ کہکر نذیر ہمیشہ کے لئے سو گیا۔ سلیم نے اپنا سر پیٹ لیا۔ بال نوچ ڈالے۔ ہائے وائے

سا غل مچایا اور کپڑے پھاڑ کر بولا ؎

چاک دل تک تو کچھ اے دستِ جنوں پردہ تھا
یہ کھلا اب تو کہ نوبت بہ گریباں آئی

افسوس نذیر کا جسمِ پاک اسی گاؤں کی سرزمین میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔

۱۰

سلیم کچھ عرصہ تک اسی گاؤں میں حقیقی طور پر سکونت پذیر رہا۔ آخر اپنے رشتہ داروں کے خوف سے اُس نے دور دراز ملک میں ہجرت کی اور بیس سال غریب الوطنی میں گذارے۔ چار سال کا عرصہ ہُوا وہ مجھے دہلی میں ملا تھا۔ اُس کی حالت مجذوب کی سی تھی۔ میں نے پوچھا کہاں رہتے ہو۔ جواب دیا کہ دیوانوں کا مقام کوئی نہیں ؎

چہ گویم از سر و سامانِ خود غربت چو کاکل
سیہ بختم پریشاں روزگارم خانہ بر دوشم

میرے دوبارہ دریافت کرنے پر کہنے لگا کہ زمانہ کی نیرنگیوں سے میرا دل بالکل سرد ہو گیا ہے۔ مسیح کی خدمت میرا پیشہ ہے۔ گوشۂ عزلت میرا مقام ہے تلاوتِ انجیل مقدس میرا کام ہے۔ سال میں دو مرتبہ نذیر کی قبر پر جا کر آنسو بہانا میرا فرض ہے۔ اے محبِ دنیا کے اسیرِ تقصیر دنیا داروں کو میرا دُور سے سلام ہے۔ میں نے محجوب ہو کر آنکھیں نیچی کر لیں۔ پھر جو آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو سلیم تیز رفتاری سے جاتا ہُوا دکھائی دیا۔ میں نے ہر چند بُلایا مگر اُس نے التفات نہ کی اور نظروں سے غائب ہو گیا۔ اے عاشقانِ مسیح عشق صادق اسکو کہتے ہیں۔ ناز و نعم سے پلے ہوئے سلیم کو دیکھو گھر میں سامانِ عیش مہیا تھا بڑی بھاری جائداد اُس کی وراثت تھی۔ لیکن اُس نے مسیح کی خاطر دنیا کی نعمتوں کی پروا نہ کی اور اپنے دنیاوی حقوق کو مسیح کی محبت پر قربان کر دیا۔ بخبرانِ کلامِ پاک دلدادگانِ مسیح نذیر اور سلیم کی زندگی سے سبق حاصل کریں۔ تاکہ خدا کے جلال کا اظہار ہو۔

تصنیف از کرنال

ایک گنہگار کی توبہ

مدیر رسالہ سی۔ ای تحریر فرماتے ہیں کہ:-

سی۔ ای پنجاب کی پالیسی میں ہم نے یہ فوری تبدیلی کر دی ہے کہ سی۔ ای آج سے آئندہ شخصی حملوں سے باز رہیگا۔ اور جو اصحاب شخصی حملوں سے بھرے ہوئے مضمون لکھینگے یاد رہے کہ وہ درج اخبار نہ کئے جائینگے۔ (سی۔ ای بابت مئی ۱۹۲۵ء)

ہم بھی کہتے ہیں کہ ایک گنہگار کے تائب ہونے سے آسمان پر خوشیاں منائی جاتی ہیں اور ضرور منائی جاتی ہیں پر مشکل تو کسی گنہگار کے تائب ہونے کی ہے۔

موازنۂ انجیل و قرآن

ہمیں معتبر ذریعہ سے خبر ملی ہے کہ عنوان بالا کی کتاب کو مسٹر ای۔ ڈی ہیتھیوڈ برن لینڈ منصوری جلد پبلش کرنے والے ہیں۔ ناظرین کرام انتظاری میں رہیں پھر خبر دی جائیگی۔

مبارکبادی

ہم مس ڈی طالب الدین کو ایم۔ اے کے امتحان میں کامیاب ہونے کے لئے اور مسٹر ٹی لعازرس صاحب بی۔ اے کو امتحان بی۔ ٹی میں درجہ دوم پر کامیاب ہونے کیلئے دل سے مبارکباد کہتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اُن کی زندگیاں خدا کا جلال ظاہر کرتی رہیں۔ آمین۔

نور افشاں کی توسیع اشاعت کے لئے سرگرم کوشش کرتے رہئے۔

ملک معظم کی سالگرہ پر خطابات

ملک معظم کی سالگرہ کی تقریب پر خطابات کی نہایت طویل فہرست شائع ہوئی ہے۔ اس فہرست میں **تمغہ قیصر ہند درجہ اول** آنریبل ایف۔ ایچ میکنسن انچارج کینیڈین مشن کانگڑا پنجاب اور ڈاکٹر ای۔ ایل نیگ انچارج پٹول مشن ڈسپنسری ضلع گوڑگاؤں پنجاب کو ملے ہیں۔ اور **رائے بہادر** کا خطاب رائے صاحب جگت رائے اسسٹنٹ کمشنر انکم ٹیکس پنجاب صوبہ سرحد کو ملا ہے۔ ہم اِن سب صاحبان کو صدق دل سے مبارکباد کہتے ہیں۔

(بندے ماترم ۴ ۶/۲۵)

خبریں

معاصر ان افغان لکھتا ہے کہ ترکستان کی تقسیم سے قبل بالاحصار (بخارا) کے علاقہ سے بولشویکوں کو بے شمار خزانہ ملا۔ ۲۳ من سونا ۱۳ ½ من جواہرات اور تقریباً ۷ من پرانے سکے جن میں روپے اور پیسے بھی شامل ہیں ان کے ہاتھ آئے ہیں۔ اُنہوں نے یہ خزانہ دو تین ریاستوں میں تقسیم کر دیا ہے اور کچھ خود رکھ لیا ہے۔

(بندے ماترم)

شانگھائی۔ یکم جون۔ خبر آئی ہے کہ جنرل لی کوی یوآن چیف آف سٹاف فرسٹ موکڈن آرمی چینگ کوی جوی بریگیڈ کمانڈر اور یوآن شی نو آرمی ہیڈ کوارٹرز میں مقامی تجارتی اپیل تحقیقات کے متعلق مشورہ کر رہے تھے کہ آپس میں کسی بات پر اُن کا جھگڑا ہو گیا جس پر اُن میں سے ایک افسر کے باڈی گارڈ نے دوسرے افسر پر گولی چلا دی پھر دوسرے کے

باڈمی گارڈ نے بھی ترکی بہ ترکی اُسے جواب دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ لی کوی یوآن مارا گیا اور چینگ لی کوی جس نے کھڑکی میں سے کود کر جان بچائی تھی اُس کی گردن ٹوٹ گئی اور یوآن شی فو بھی سخت زخمی ہُوا۔

(رر)

شنگھائی۔ ۳۱ مئی۔ شنگھائی میں چینی طلبا اور پولیس میں جھڑپ ہو جانے کے متعلق جو خبر کل دی جا چکی ہے اُس سلسلہ میں یہ اطلاع ملی ہے کہ بارش کی وجہ سے ہر طرح امن و امان ہے لیکن طلبا کا جوش قابو میں رکھنے کے لئے احتیاطی کارروائی عمل میں لانے کی ضرورت ہے۔ بیس سے زیادہ گرفتاریاں ہو چکی ہیں جن میں کئی ایک رہ گئیاں ہیں۔ اُن کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ وہ اس بلوے میں شامل تھیں۔ اخبارات ذکر کرتے ہیں کہ اس جھگڑے کا پسندیدہ طور پر فیصلہ ہو جائیگا۔ اور کوئی تازہ مشکل پیدا نہ ہوگی

(رر)

مشہد۔ ۳۰ مئی۔ جرنیل جان محمد خاں سپہ سالار افواج مشرقی کل موٹر میں سفر کر رہے تھے۔ کہ آپ کو ایک حادثہ پیش آیا۔ آپ دورہ سے واپس آرہے تھے کہ موٹر کا ربڑ ٹائر پھٹ گیا اور موٹر اُلٹ گئی۔ آپ کا موٹر بان جو روسی تھا مر گیا۔ آپ کے خادم کی گلے کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اور ایک اور مسافر کے معمولی زخم آئے۔ مگر آپ بال بال بچ گئے۔ موٹر کار بالکل خراب ہو گئی۔

(رر)

لنڈن یکم جون۔ بالٹک میں برطانی بیڑے کی آمد کی خبر پر بولشویک صدائے احتجاج بلند کر رہے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اس سے تمام روس میں ناراضگی و خطرہ پھیل گیا ہے۔ سوویٹ گورنمنٹ کا ارادہ ہے کہ جونہی برطانی جنگی جہاز بالٹک میں نمودار ہوں علاقہ گرد لنڈاٹ میں مارشل لا کا اعلان کر دیا جائے۔ اس سے برطانیہ کے خلاف یہ جذبہ ناراضگی روس میں اور بھی بہت بڑھ جائیگا۔

(رر)

لیڈز کی ایک عدالت نے مس ہیٹ اکرمیر ساکن ہیرو گیٹ کو جس کی بائیسکل ایک موٹر لاری سے ٹکرا گئی تھی ایک ہزار پونڈ معاوضہ دلایا۔ ہندوستان میں اگر ایسا واقعہ ہو جاتا تو شاید کچھ بھی معاوضہ ضروری خیال نہ کیا جاتا۔

(رر)

کھام گاؤں ۲ جون۔ کل میونسپلٹی نے ذبح خانے کے دروازے بند کر دیئے۔ ویٹرنری اسسٹنٹ نے جو جانوروں کے معائنہ کے لئے مقرر ہُوا تھا۔ میونسپلٹی کے قانون کے مطابق عمل کیا۔ اور اضافہ کردہ محاصل کے وصول کرنے کے بغیر جانوروں کے معائنہ کرنے سے انکار کر دیا۔ مسلمانوں کے درمیان جوش پھیل گیا ہے اور وہ جوق جوق مذبح کے سامنے جمع ہونے لگے۔ اگر مسلح پولیس وقت پر آ کر مداخلت نہ کرتی تو فساد ہو جانے کا اندیشہ تھا۔

ملازمت کی ضرورت

۲/۱

ایک ہندوستانی مسیحی بی۔ اے ہے۔ جسے ہائی سکول کی ہیڈ ماسٹری کا سترہ سالہ تجربہ ہے اعلیٰ درجہ کا انگلش اُستاد اور میتھمیٹک میں نہایت ہوشیار اور اُردو دان ہے۔ اگر ضرورت ہو تو معرفت المشتہر ملازمت نمبر ۲۵ **نور افشاں لاہور** کو تحریر فرمائیں۔

یونگ کرسچن ہائی سکول لودیانہ

یہ بورڈنگ سکول مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔ مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اور چار ہندوستانی خاتونیں اُنکی مدد کرتی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔ خرچ خوراک لوئر پرائمری میں فی طالب علم پانچ روپیہ اور اپر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔ کلاس فیس بحساب سرکاری شرح ہے متفرق اخراجات کے عہ ماہوار فی طالب علم کتابوں اور سٹیشنری کی قیمت اسکے علاوہ ہے۔ بموجب نئے انتظام کے چالیس فی صدی غیر مسیحی طلبا بھی داخل ہو سکتے ہیں۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری بھی تیار ہوتا ہے علاوہ ازیں جز کشا عہ سے مات کر دو کرنول عـــہ سے وعـــہ تک۔ مزید حالات پرنسپل و ہیڈ ماسٹر صاحبان سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل پر ایک پر فضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے۔ اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہٰذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

سبحان اللہ۔ القصہ پادری صاحب مذکور نے جناب مُلا صاحب کو حوضِ مقدس میں تین غوطے یہ کہکر دیتے کہ عبدالواحد میں تجھے باپ۔ بیٹے اور رُوح القدس کے نام بپتسمہ دیتا ہوں یُوں رسم بپتسمہ پاک ادا کی۔ اور درمیانِ جماعت مُلا صاحب کے ماتھے مُبارک پر صلیب پاک کا نشان کھینچا۔ بعد ازاں جناب پادری صاحب مذکور نے یوحنا کی انجیل پہلا باب ۴۵ تا ۵۱ آیات پر ایک زبردست پُرفصاحت و بلاغت بزبان پشتو وعظ کیا۔ اور لطف یہ کہ ساتھ ہی ساتھ پادری صاحب مذکور اُردو میں بھی سمجھاتے تھے۔ اور جناب بزرگوار نے دو باتوں پر پورا پورا زور دیا جو کہ ضروری ہیں۔ اوّل یہ کہ خداوند مسیح کو اچھی طرح سوچکر بچار کر پکڑنا چاہیئے۔ اور دوسری بات یہ کہ جو ایمان لا چکے ہیں اُن کا فرض ہے کہ دوسروں تک انجیل پہنچائیں۔ جناب پادری صاحب نے دورانِ وعظ میں یہ بھی فرمایا کہ سب سے پہلے اسی گرجاءِ مقدس کے حوضِ پاک میں میں نے بپتسمہ لیا اور مسیحی ہونے کے بعد مجھ پر کئی ایک قسم کے حادثات وغیرہ وغیرہ آئے۔ مگر خدا کے فضل سے میں اپنے ایمان میں قائم رہا اور خدا اپنے فضل سے تازیست آپ اور مجھ کو قائم رکھے۔

اب خدا کی درگاہِ پاک میں بتضرع التجا ہے کہ خداوند خدا آسمانی باپ جناب مُلا صاحب کو یسوع مسیح شفیع المذنبین میں تازیست قائم رکھے اور مُلا صاحب کئی ایک روحوں کو بچانے کا وسیلہ ہوں اور وہ نیک دن بھی جلدی دیکھیں کہ جنابہ اہلیہ مُلا صاحب بھی مسیحی گلہ میں شامل ہوں۔

آخر میں بندہ کی طرف سے جناب مُلا صاحب کو مبارک ہو۔ کہ آپ ایک جسمانی دوائی لینے آئے تھے اور آپ کو ایک وہ روحانی دوائی کہ جس سے بفضلِ خدا آپ کے تمام گناہ دُھل گئے ہیں نصیب ہوئی۔ پھر مبارک ہو۔ مبارک ہو۔ مبارک ہو۔

بندہ۔ غلام حسن غوری

کرسچن ٹریننگ انسٹیٹیوٹ اولڈ بائز ایسوسی ایشن

مجھے کثیر التعداد پُرانے طالب علموں سے ملاقات کا اتفاق ہُوا اور اُنہوں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ ایک کرسچن ٹریننگ انسٹیٹیوٹ اولڈ بائز ایسوسی ایشن قائم کی جائے جس کے ذریعہ سے تمام پُرانے طالب علموں کو ایک سلک میں منسلک کر لیا جاوے۔ بہ ایں صورت ہر ایک کے گذشتہ اور موجودہ حالات سے پوری طور پر واقفیت ہوتی رہیگی۔ نیز ہر ایک کی زندگی کے مشاغل اور مصروفیات کا پتہ لگتا رہیگا۔ ہر ایک کی زندگی میں بہت سے قابلِ تعریف و تقلید فعل صادر ہوتے رہتے ہیں۔ جن سے کسی کو واقفیت نہیں ہوتی۔ لیکن اس طرح سے سب اُس خوشی میں شریک ہو سکتے ہیں۔

اس انجمن کی بنیاد رکھنے سے سکول اور دعا موجودہ طالب علموں کے لئے نہایت تقویت اور حوصلہ افزائی کا باعث ہوگا۔ نیز سکول کے بانی اس کے حاصل کو دیکھکر نہایت خوش ہونگے اور اسکو بہتر خادم بنانے کی کوشش کرینگے۔

سال میں ایک دفعہ اولڈ بائز ڈے منایا جاوے۔ جبکہ عنقریب سب پُرانے طلبا حاضر ہو سکیں۔ سال میں ایک دفعہ ملنے سے تمام پُرانے اور نئے طالب العلموں میں یکجہتی اور یگانگت کی روح آجاویگی۔ سب ملکر سکول کی بہتری اور بہبودی کے لئے تجاویز سوچ سکتے ہیں اور پھر اُن کو سکول کے منتظموں کے سامنے برائے غور پیش کر سکتے ہیں اس طرح سکول کے لئے زیادہ حب اور محبت پیدا ہو جاویگی۔

کرسچن ٹریننگ انسٹیٹیوٹ یو۔ پی مشن کا ایک بڑا بھاری منبع ہے۔ مشن کے موجودہ کارندوں نے اسی جگہ سے تعلیم حاصل کی۔ اس کے طالب علموں میں سے کثیر تعداد ہندوستان کے ہر ایک طبقہ میں مختلف حیثیتوں میں خدمت گذاری کر رہے ہیں

تمام پُرانے طالب علموں سے مؤدبانہ التدعا ہے کہ اس تجویز پر غور و فکر کریں اور جلد اس کو عملی صورت دیویں۔

آپ کا خادم۔ ای چارلس بھٹی۔ ایم۔ اے
سیالکوٹ شہر

سالانہ سمر سکول متعلقہ امرتسر ڈی۔ ایم سی۔ برائے دیہاتی مناد و مدرسین

امسال مذکورالصدر سکول از ۲۷ اپریل تا ۲۰ مئی ٹبالہ ضلع گورداسپور میں منعقد ہُوا مختلف علاقہ جات مثلاً امرتسر۔ انبالہ۔ نارووال فتح گڑھ چوڑیاں۔ ٹبالہ۔ ترنتارن۔ اسراپور سے مناد و مدرسین پرائمری سکول اکٹھے ہوئے۔ بزرگ پادری ڈانیل اور پادری رنیلیس میتھوڈسٹ مشن کے بھی اپنے اپنے منادوں کو لیکر برابر ہر کام میں شامل رہے۔ آپ ہر کام کو اپنا کام سمجھ کر پورے طور پر انجام دیتے رہے۔ زنانہ عبادتیں بھی خوب ہوتی رہیں۔ مس کو ساسٹم صاحبہ نے اچھا شوق دکھایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ خداوند مسیح کے لئے عورتوں میں عمدہ کام کر رہی ہیں آپ نے ایک روز تمام لوگوں کے سامنے مشنری

پر لیکچر دیا۔ اور بہت سی مفید باتیں بتائیں۔ ہم آپ کے مشکر گذار ہیں۔

(۱) پہلے روز پادری رچرڈ صاحب کا مضمون۔ "خدا کے بارے میں ۔۔۔ سنایا گیا۔ آپ کا مضمون عالمانہ تھا۔ مگر آپ نے ایسے سادے پیرایہ میں بیان کیا کہ ہر ایک شخص سمجھ سکا۔ آپ کا دوسرا لیکچر رومن ازم پر تھا۔ جس میں آپ نے مُنادوں کے سامنے وہی ضروری امور رکھے۔ جنکا جاننا ضروری تھا۔ مگر آپ ایک ہفتہ کے بعد چلے گئے۔

(۲) پادری جے۔ ٹھاکرداس کے مضامین "خدا کا زور کیونکر حاصل کیا جاسکتا ہے"۔ "منادی زندگی"۔ "مسیح کی محبت"۔ "بازاری منادی کا طریقہ" تھے۔ آپ نے خاص تیاری سے لیکچر دیئے۔ مضامین کو دلچسپ پیرایہ میں بیان کیا۔ آپ نے نمبر ۳ لیکچر کے بعد دعا کا موقع دیا اور نمبر ۴ کے بعد موقع دیا کہ ہر ایک شخص اپنا اپنا تجربہ مختصر الفاظ میں بیان کرے۔ پادری سنی صاحب اور پادری جواہر مسیح صاحب نے اپنے اپنے تجربے بیان کئے۔ جو بہت مفید اور سبق آموز تھے۔

(۳) پادری سنی صاحب نے "انسان کے بارے میں دینی تعلیم"۔ "ہم نے بائبل کس طرح حاصل کی" پر مضامین سنائے اور نہایت صفائی سے اپنے لیکچروں کو ختم کیا۔ آپ نے اپنے لیکچروں کے اثنا میں کوشش کی کہ ہر ایک شخص آسانی سے سیکھ سکے۔ آپ کا لیکچر ایک قابل اُستاد کے پیرایہ میں تھا۔

(۴) پادری جواہر مسیح صاحب از اجنالہ کئی روز تک "دعا کا طریقہ" اور "کلیسیا" پر لیکچر دیتے رہے آپ کے لیکچر عام فہم اور روزانہ تجربے پر مبنی تھے۔ مثالوں سے مضمون کو واضح کرتے تھے

(۵) پادری کونٹیس صاحب نے "مسیح کی آمد ثانی" پر لیکچر دیا۔ آپ نے تختہ سیاہ پر ایک مفید نقشہ کھینچکر اپنا لیکچر سمجھایا کہ لوگ کیونکر اس معاملہ کے سمجھنے میں غلطی کرتے ہیں۔ انجیل شریف سے اعلیٰ ثبوت پیش کئے۔

(۶) پادری ڈانیل صاحب نے "شخصی منادی" کا مضمون لیا تھا۔ مضمون کو اچھی طرح ادا کیا۔

(۷) پادری کلارک صاحب نے ابراہیم کی زندگی سے اعلےٰ روحانی اسباق نکالے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس مضمون کو بڑے غور سے مطالعہ کیا تھا اگر ایک ماہ اور لیکچر دینا پڑتا تو شاید وہ اپنے اِس ہی مضمون کو لئے جاتے۔ بائبل کا مطالعہ ایسا ہی ہونا چاہیئے۔

صبح ½۷ بجے اور شام کو ½۴ بجے خاص وقت دعا کے لئے ہوتا تھا۔ جس میں سب باری باری لیکچر دیتے تھے۔ یعنی پادری کارفیلڈ صاحب پادری کلارک صاحب۔ پادری کرائٹن صاحب پادری سنی صاحب۔ پادری ٹھاکرداس صاحب۔ پادری جواہر مسیح صاحب۔ مرزا عباس بیگ صاحب ای۔ جواہر مسیح۔

ایک خاص کمرہ اس مقصد کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ جس میں عبادت ہوتی تھی۔ خاصکر رات کے ۹ بجے سے ۱۱ بجے تک بھجن ہوتے اور ہر ایک بھائی رُوح کی ہدایت کے موافق دعا کرتا۔ پادری ٹھاکرداس صاحب اِس خاص کام کو چلاتے تھے کیونکہ آپ خود گانے میں ماہر ہیں۔

بازاری منادی ہوتی رہی۔ ایک روز تمام مناد گاتے ہوئے شہر کے ہر ایک بازار سے گذرے اور جہاں کہیں مجمع اکٹھا ہُوا منادی کی۔ پادری جواہر مسیح۔ پادری کرائٹن صاحب پادری ٹھاکرداس اور پادری ڈانیل صاحب کے زیر اہتمام یہ بندوبست ہُوا تھا۔ شکر ہے کہ لوگوں نے دل سے سُنا۔ دو نوجوان متلاشی ایک روز گھر سے مصمم ارادہ کرکے آئے کہ وہ مسیحی ہوں۔ قریباً ایک ہفتہ وہ منادوں کے ساتھ رہے۔ رات دن برابر عبادتوں میں شامل ہوئے مگر بعد کو اُن کے رشتہ دار اُنکو لے گئے۔ دعا کریں کہ خدا اُنکو اپنی ہدایت عطا فرمائے ÷

ایک اور بزرگ پٹواری مع اپنے خاندان کے مسیح مصلوب کو قبول کرنے کو بالکل تیار ہُوا۔ امید ہے کہ وہ ضرور جلد آئیگا۔ دعا کریں کہ اُسکو خاندانی پھندوں سے رہائی حاصل ہو۔

اے۔ ایل او۔ ایم ہائی سکول میں دو دفعہ میجک لینٹرن دکھائی گئی۔ ای جواہر مسیح تصاویر دکھانے پر مقرر ہُوا اور پادری ٹھاکرداس و پادری جواہر مسیح صاحبان تصاویر کا مطلب بتانے پر تھے۔ بہت لوگ آتے تھے اور بڑی خاموشی سے سنتے تھے۔ پادری کارفیلڈ صاحب نے اس کام میں بڑی مدد دی۔ سکاؤٹ بوائز نے لوگوں کا خوب عزت سے استقبال کیا اور خاموشی سے بٹھایا۔

اتوار کے روز پادری صاحبان عبادت کراتے اور پاک عشاء کی نماز ترتیب میں آتی اور سب پادری صاحب نے باری باری وعظ فرماتے۔ مبرنگ ہائی سکول کے طلبا نے "میرے دل میں یاد اُسی کی ہے" گرجہ میں گایا۔ راگ نہایت دلکش تھا۔

۱۸ و ۱۹ اکو کرائسٹ ڈے منایا گیا۔ اور پادری گارڈن صاحب تشریف لائے۔ آپ نے نہایت مفید درس دیئے۔ مرزا عباس بیگ صاحب نے سب بھائیوں کی رہائش کا انتظام خاطر خواہ کیا۔ آپ نے بڑے حوصلہ صبر اور محنت سے اس فرض کو ادا کیا۔ ہم دل سے آپ کے مشکر گذار ہیں۔

پادری کلارک صاحب اس سکول کی روح رواں تھے۔ آپ وقت کے بڑے پابند تھے اور سب کام

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے مینیجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجاب پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوانچند صاحب پرو پرائٹر چھپا+